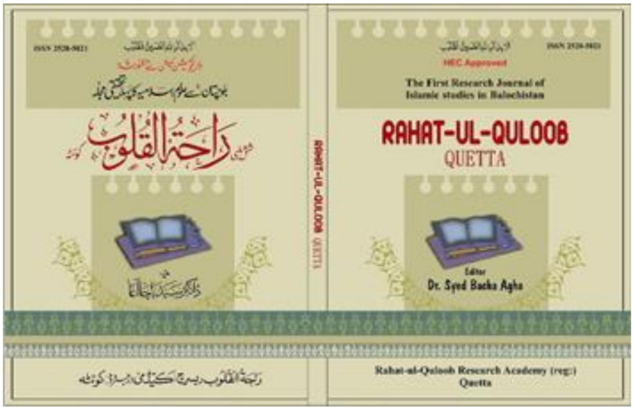

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

تحریک استشراق کے ارتقائی مراحل، مستشرقین کا عربی مطبوعات تک رسائی اور استفادے کی کوشش: تحقیقی مطالعہ

The Evolutionary Stages of the Orientalist Movement, Orientalists' Access to and Use of Arabic Publications: A Research Study

AUTHOR

1. Muhammad Tawseef, Ph.D Scholar, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan
2. Dr. Raja Majid Muazzam, Lecturer, University of Kotli Azad Jammu and Kashmir, Pakistan

How to Cite: Muhammad Toseef, & Dr. Raja Majid Moazzam. (2023). URDU: تحریک استشراق کے ارتقائی مراحل، مستشرقین کا عربی مطبوعات تک رسائی اور استفادے کی کوشش: تحقیقی مطالعہ: The Evolutionary Stages of the Orientalist Movement, Orientalists' Access to and Use of Arabic Publications: A Research Study. *Rahat-Ul-Quloob*, *7*(1), 29-38. https://doi.org/10.51411/rahat.7.1.2023/401

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/401

Vol. 7, No.1 || Jan–Jun 2023 || URDU-Page. 29-38

Published online: 09-02-2023

تحریک استشراق کے ارتقائی مراحل، مستشرقین کا عربی مطبوعات تک رسائی اور استفادے کی کوشش: تحقیقی مطالعہ

The Evolutionary Stages of the Orientalist Movement, Orientalists' Access to and Use of Arabic Publications: A Research Study

[1]محمد توصیف [2]راجہ ماجد معظم

ABSTRACT:

The subject of Orientalists, in spite of its extraordinary importance and breadth, has not been discussed by our authors on any broad scientific standard. However, there was a need for Muslim in the past and there is a growing need today for unbiased commentary and criticism on the history, character, aims and flaws of Orientalism and to present the right picture to the world. There is confusion about Islam and the Prophet of Islam and Islamic origins in the minds of Western's people has been attributed to Western scholars who have dedicated their lives to the study of Islam and to the reform of religion and the reform of the law. They are commonly called Orientalists. When did the Orientalist movement begin? What are the historical facts? What do scholars and researchers think about this? What were the main motives for the emergence of the Orientalist movement? Has the movement been limited to those same motives or have the motives changed over time? How did Oriental scholars gain access to Arabic publications and use Arabic books? The answers to all these questions are given in this article.

Key words: Orientalists, Arabic publications, Motivation of Orientalism.

استشراق و مستشرقین کا موضوع اپنی غیر معمولی اہمیت و وسعت کے باوجود کسی وسیع علمی معیار پر ہمارے مصنفین کے زیر بحث نہیں رہا۔ حالانکہ اس بات کی ضرورت پہلے بھی مسلم تھی اور آج بھی روز بروز بڑھتی جارہی ہے کہ علم الاستشراق کی تاریخ، کردار، مقاصد اور کھرے کھوٹے پر بے لاگ تبصرہ اور تنقید ہو اور دُنیا کے سامنے تصویر کا صحیح رُخ پیش کیا جائے کیونکہ لوگوں کے دماغوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام اور اسلامی ماخذ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں بہت بڑا حصہ ان علماء مغرب کا ہے جنھوں نے اسلامیات کے مطالعے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور جو "اصلاح مذہب اور اصلاحِ قانونِ اسلامی" کیلئے شدومد سے کوشاں رہے۔ ان کو عام طور پر مستشرقین کہا جاتا ہے۔[1]

استشراق (Orientalism) کی اصطلاح قدیم عربی لغات میں مفقود ہے اور موجودہ مفہوم میں بھی عربوں میں کبھی اس کا استعمال نہیں رہا، بلکہ یہ لفظ غیر مسلم مفکرین کا وضع کردہ ہے جس کے لیے عربی میں 'استشراق' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ "Orient" بمعنی مشرق اور "Orientalism" کا معنی شرق شناسی یا مشرقی علوم وفنون اور ادب میں مہارت حاصل کرنے کے ہیں۔ مستشرق (استشرق کے فعل سے اسمِ فاعل) سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو بتکلف مشرقی بنتا ہو۔[2] مستشرق ایک ایسے غیر مشرقی عالم کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم، ادب اور معاشرت وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو، تاہم 'زلفو مدینہ' کے دیے گئے معانی اور لفظ کے عام استعمال کی روشنی میں مستشرق کے مفہوم کی مزید تحدید بھی ہو سکتی ہے جس کے پیشِ نظر مستشرق مغرب کے ایک ایسے عالم کو کہا جاتا ہے جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتا ہو۔[3]

ایڈورڈ سعید (Edward Said) نے استشراق کو یورپین تہذیب وثقافت کا جزوِ لاینفک قرار دیا ہے جو اس کے افراد کے تخیلات، نظریات اور دیگر تمام پہلوؤں پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کے نزدیک استشراق کی تعریف میں زیادہ وسعت پائی جاتی ہے۔ وہ اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتا ہے:

"Anyone who teaches, writes about, or researches the orient and this applies weather the person is an anthropologist, sociologist, historian or philologist--either in its specific or its general aspects, is an orientalist, and what he or she says or does is orientalism."[4]

یعنی مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کے کسی بھی شعبہ سے متعلق تحقیق کرنے والے کو مستشرق کہا جائے گا۔ ڈاکٹر احمد عبد الحمید غراب نے اپنی کتاب "رؤیۃ اسلامیۃ للاستشراق" میں استشراق کی متعدد تعریفات ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی ممالک کے استعماری فکر کے حامل سکالرز، اپنی نسلی برتری کے نظریہ کی بنیاد پر مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی تاریخ، تہذیب، ادیان، زبانوں، سیاسی اور اجتماعی نظاموں، ذخائرِ دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے عنوان سے کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔[5]

استشراق کی ذکر کردہ تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ مغربی اہلِ کتاب، مسیحی مغرب کی 'اسلامی مشرق' پر نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر مسلمانوں پر اہلِ مغرب کا تسلط قائم کرنے اور مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں مبتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، شریعت، تاریخ، نظام اور وسائل وامکانات کا جو مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے دعوی کے ساتھ کرتے ہیں، اسے استشراق کہا جاتا ہے۔[6]

استشراقیت کی جس قدر بھی تعریفات ذکر کی گئی ہیں، ان سب میں مشرقی علوم کا درک حاصل کرنے کی قید لگائی گئی ہے لیکن ہمارے خیال میں تحریکِ استشراق اور مستشرقین کی تحدید جغرافیائی اعتبار سے نہیں ہو سکتی کیونکہ مستشرقین کا اصل ہدف اسلام اور اس کی تعلیمات ہیں، خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اسی مفہوم کو دورِ جدید کے اکثر محققین علما نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ابراہیم الفیومی لکھتے ہیں کہ ''مشرق سے مراد جغرافیائی مفہوم نہیں بلکہ اس سے مراد زمین کے وہ خطے ہیں جن پر اسلام کو فروغ حاصل ہوا، خواہ وہ بلادِ مشرق سے خارج ہوں''[7] البتہ دیگر تعریفات اس لحاظ سے درست قرار دی جاسکتی ہیں کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کا اصل مرکز مشرق ہی ہے اور یہیں سے اسلامی تہذیب وثقافت نے جنم لیا۔

آغاز استشراق کے حوالے سے مختلف آراء:

تحریکِ استشراق کے آغاز کی تاریخ، در حقیقت دینِ اسلام کے وجود کے ساتھ ہی وقوع پذیر ہو گئی تھی تاہم "Orientalism" کی اصطلاح یورپین زبانوں میں اٹھارویں اور انیسویں صدی میں رائج ہوئی۔ تحریک استشراق کے آغاز کے متعلق ہمیں متعدد آرا ملتی ہیں۔ بعض محققین کی رائے میں اس کا آغاز نویں صدی عیسوی میں ہوا جب 'اہلِ مالقہ' نے اسلامی ثقافت کو داغ دار کرنے کے لیے کلام، ادب اور احکامی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں اچھا خاصا زرِ نقد صرف کیا۔[8] دوسری رائے کے مطابق اس تحریک کی ابتدا دسویں صدی میں اس وقت ہوئی جب ایک فرانسیسی 'جریردی' اور 'الیاک' (940-1003) 'اشبیلیہ' اور 'قرطبہ' کی جامعات میں علومِ اسلامیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد 999ء سے 1003ء تک پاپائے روم کے عہدہ پر متعین رہا۔[9] بعض محققین کے نزدیک تحریکِ استشراق کا باقاعدہ آغاز تیرہویں صدی

عیسوی میں ہوا جب الفونس دہم نے 1269ء میں 'مریسلیا' میں تقابلِ ادیان کے حوالے سے ایک ادارہ ابو بکر رقوطی کے زیرِ نگرانی قائم کیا۔ اسی ادارے میں قرآن کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ کیا گیا، اسی عہد میں فریڈرک دوم (شاہِ سسلی) نے بھی اسلامی موضوعات پر مشتمل کتب کے تراجم کرائے اور ان کو یورپ کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں بھیجا۔[10]

آنحضورﷺ کے معاصر یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے بعد سب سے پہلے جس نے اسلام کے خلاف اس تحریک کا آغاز کیا، وہ ساتویں صدی عیسوی کا ایک پادری جان(John) تھا جس نے آنحضورﷺ کے بارے میں طرح طرح کی جھوٹی باتیں گھڑیں اور لوگوں میں مشہور کر دیں تاکہ آپﷺ کی سیرت و شخصیت ایک دیومالائی کردار سے زیادہ دکھائی نہ دے۔ 'جان آف دمشق' کی یہی خرافات مستقبل کے استشراقی علما کا ماخذ و مصدر بن گئیں۔ اس نے حضرت زینب بنت جحشؓ اور زید بن حارثہؓ کے واقعہ کو ایک افسانہ بنا دیا، یہی افسانے یورپ میں کلاسیکل موضوعات بن گئے اور آج تک مستشرقین کے محبوب موضوعات ہیں۔ جان آف دمشق کے بعد عیسائی دنیا کے بیسیوں عیسائی اور یہودی علمانے قرآنِ کریم اور آنحضورﷺ کی ذاتِ گرامی کو کئی سو سال تک موضوع بنائے رکھا اور ایسے ایسے حیرت انگیز افسانے تراشے جن کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ ان ادوار میں زیادہ زور اس بات پر صرف کیا گیا کہ آپﷺ اُمّی نہیں بلکہ بہت پڑھے لکھے شخص تھے، تورات اور انجیل سے اکتساب کر کے آپﷺ نے قرآنی عبارتیں تیار کیں۔ بہت بڑے جادوگر ہونے کے ساتھ ساتھ آپﷺ (العیاذ باللہ) حد درجہ ظالم، سفاک اور جنسی طور پر پراگندہ شخصیت کے حامل تھے۔ فرانسیسی مستشرق کاراڈی فوکس(Carra de Vaux) نے آنحضورﷺ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں لکھا ہے کہ "محمد ایک لمبے عرصے کے لیے بلادِ مغرب میں نہایت بری شہرت کے حامل رہے اور شاید ہی کوئی اخلاقی برائی اور خرافات ایسی ہو جو آپ کی جانب منسوب نہ کی گئی ہو"۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسلام کی آمد سے کم و بیش سات آٹھ سو سال بعد تک مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف نفرت ناکافی اور ادھوری معلومات کی بنیاد پر ہی نشو و نما پاتی رہی۔ مثال کے طور پر گیارہویں صدی عیسوی کے آواخر میں Song of Roland جو پہلی صلیبی جنگوں کے دوران ہی وضع کیا گیا اور بہت مشہور ہوا، اسی طرح کی بیہودہ باتوں پر مشتمل تھا۔[11]

لفظ مستشرق کا پہلی مرتبہ استعمال:

آرتھری جان آربری Arthur John Arberry (متوفی 1969ء) کے مطابق 1630ء میں پہلی دفعہ لفظ "مستشرق" یونانی یا عیسائی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا۔ میکسیما ہوداسن Maxime Rodinson (متوفی 2004ء) کے مطابق یہ لفظ 1799ء میں فرنچ اور 1838ء میں انگریزی زبان میں پہلی بار استعمال ہوا۔ ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان کا کہنا ہے کہ انگریزی زبان میں "Orientalist" کے لفظ کا پہلی دفعہ استعمال 1779ء میں ہوا۔[12] بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ 1691ء میں صموئیل کلاک Samual Clarkc (متوفی 1729ء) نے انتھونی وڑ Anthony word (متوفی 1643ء) کو استشراقی کا نام دیا۔[13]

تحریک استشراق کا تاریخی تسلسل اور پس منظر:

تحریک 'استشراق' کا نقطہ آغاز کیا ہے، اس بارے مسلمان اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ استشراق کا آغاز 8ہجری میں غزوۂ موتہ سے ہوا ہے جب مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین پہلی باقاعدہ جنگ لڑی گئی۔[14] بعض دوسرے علماء کی رائے میں 'استشراق' کا باقاعدہ آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں اندلس کی فتح کے بعد ہوا۔ جب یورپ سے نوجوان اندلس کی اسلامی سلطنت کی معروف

جامعات میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آنا شروع ہوئے۔[15] ڈاکٹر مصطفی السباعی کی رائے میں بھی تحریک 'استشراق' کا آغاز ان یورپین راہبوں سے ہوا جنھوں نے مشرقی علوم و فنون کے حصول کی خاطر اندلس کا سفر کیا۔ ان راہبوں میں جربٹ آف آورے لیک Gerbert of Aurillac(946-1003ء) جو بعد ازاں سلویسٹر دوم Pope Sylvester II کے نام سے پوپ کے عہدے پر بھی فائز ہوا، بھی شامل ہے۔ پطرس المحترم Peter the Venerable(1096-1156ء)، جو اندلس تعلیم حاصل کر کے فرانس واپس آیا اور مسلمان علماء سے مجادلہ و مناظرہ کرنے لگا نے بھی اس کے بارے میں کتابیں لکھیں۔ ریمنڈ مارٹن Raymond Martin(1230-1284ء) بھی ان راہبوں میں شامل تھا جس نے مسلمان علماء سے علم الکلام سیکھنے کے بعد "خنجر الایمان"(Dagger of the true religion) کے نام سے اہل اسلام اور یہود کے رد میں کتاب لکھی۔ انہی رہبان میں رامون لول Ramon Llull (1235-1314ء) بھی شامل ہے۔[16] ایک اور رائے کے مطابق معروف انگریز اسکالر راجر بیکن Roger Bacon(1214-1294ء) نے مسیحی دنیا میں اضافے کیلئے 'تحریک تنصیر' (Evangelization) کو بہترین لائحہ عمل قرار دیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اسلامی لغات کی معرفت کو لازمی شرط قرار دیا۔[17] پندرہویں کیتھولک کونسل 'کونسل آف ویانا' Council of Vienne نے راجر بیکن کے ان افکار کی بدولت 1311-1312ء میں پانچ یورپی جامعات میں عربی زبان کی چیئرز قائم کیں، جن کی پیرس، آکسفورڈ، بولونیا، سلمنکا اور بابویہ کی یونیورسٹیاں شامل ہیں۔[18] پس اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ 'استشراق' کا آغاز 'کونسل آف ویانا' میں منظور کردہ اس قرارداد سے ہوا، جس کے مطابق کئی ایک یورپی جامعات میں عربی زبان کی چیئرز قائم کرنے کا فیصلہ صادر ہوا تھا۔[19] بعض کے بقول اس کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں اس وقت ہوا جبکہ پہلی دفعہ قرآن مجید کا ترجمہ 1143ء میں لاطینی زبان میں ہوا۔[20] بعض اہل علم نے صلیبی جنگوں کو تحریک 'استشراق' کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے جبکہ مسیحی دنیا نے بیت المقدس میں مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ان کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی طرف توجہ دی۔ معاصر امریکی مستشرق برنارڈ لیوس Bernard Levis (پیدائش 1912ء) نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ یورپی اور اسلامی ثقافت کا پہلی اختلاط صلیبی جنگوں کی صورت میں پیش آیا۔[21] لہذا صلیبی جنگوں کو تحریک استشراق کا نقطہ آغاز قرار دینا درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد عبد اللہ الشرقاوی کا کہنا یہ ہے کہ نارمن دانیال Norman Danial کی کتاب "Islam and The West" اور ساتھرن Southern کی کتاب 'Western Views of Islam in the Middle Ages' اس پر شاہد ہیں کہ استشراق کی ولادت مغربی رومن چرچ میں ہوئی۔[22] ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان کے بقول استشراق کی تحریک مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مہم (Evangelization) کی گود میں پیدا ہوا۔ استشراق مغربی استعمار کی گود میں پلا بڑھا اور مغربی تعلیمی اداروں نے اسے ایک تحریک بنا دیا۔[23] خالد ابراہیم المحجوبی نے استشراق کی ابتداء کو چار مراحل میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا مرحلہ صلیبی جنگوں کا تھا کہ جس میں مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے مقصد سے مشرق کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے کئی ایک مہمیں بھیجی گئیں۔ دوسرے مرحلے کا آغاز ان جنگوں میں عیسائی دنیا کی ناکامی سے شروع ہوا اور انہوں نے مشرقی علوم و فنون کے حصول کی طرف توجہ دی۔ تیسرا مرحلہ اٹھارویں صدی عیسوی کے نصف سے لے کر دوسری جنگ عظیم کے خاتمے تک کا ہے جو استشراق کی تنظیم و تحریک کا مرحلہ ہے۔ چوتھا مرحلہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کا ہے۔[24]

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ استشراق کسی بھی اعتبار سے کوئی علمی تحریک نہیں بلکہ یہ اسلام کے بارے میں ایک طے شدہ آئیڈیالوجی

ہے، جس کی ترویج مقصود ہے، چاہے وہ حقائق پر مبنی ہو یا جھوٹ پر۔[25] اسی ضمن میں انیسویں صدی کے اخیر میں مستشرقین کی پہلی کانفرنس پیرس میں 1873ء میں منعقد ہوئی۔[26] اور یہی اس کا نقطہ آغاز ہے۔ بعض اہل علم نے تحریک 'استشراق' کے آغاز کے بارے میں اس اختلاف کو اختلافِ تنوع قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ مختلف اہل علم نے متفرق ممالک کے اعتبار سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اور مختلف علاقوں کے اعتبار سے مشرقی علوم وفنون اور تہذیب وثقافت کی طرف رغبت ومیلان کی تاریخ اور وجوہات میں فرق ممکن ہے۔ ہماری رائے میں یہی بات درست معلوم ہوتی ہے مثلاً فرانس میں بارہویں صدی عیسوی میں ہی عربی زبان و ثقافت کی طرف رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ پوپ آنریئس چہارم (Honorius IV) نے مشرقی لغات کی تعلیم کے لیے 1285ء میں ایک انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔[27] انگلینڈ میں مستشرق کے لفظ کا استعمال تقریباً ۱۷۷۹ء میں اور فرانس میں 1799ء میں ہوا۔ ایک فرانسیسی ڈکشنری میں اس لفظ کا استعمال ہمیں ۱۸۳۸ء میں ملتا ہے۔[28] استشراق کے اطالوی مکتب فکر کی بنیاد اس وقت پڑی جبکہ مسلم سپہ سالار عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر نے 708ء عیسوی میں اٹلی کو فتح کیا۔ برطانوی مستشرقین کے ضمن میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ برطانیہ سے جب اسکالرز کی ایک جماعت، جن میں قاضی تھامس براؤن Thomas Browne (متوفی 1286ء) اور راجر بیکن وغیرہ شامل ہیں، نے اندلس کا رخ کیا تو یہی اس کا نقطہ آغاز تھا۔ 1932ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں عربی زبان کے لیے ایک خصوصی چیئر قائم کی گئی۔ اس کے بعد آکسفورڈ میں بھی اٹھارویں صدی عیسوی میں عربی زبان کی چیئر قائم کی گئی۔[29] جرمنی میں استشراق کا نقطہ آغاز دوسرے صلیبی حملے (1147۔1149ء) کو قرار دیا جاتا ہے۔ اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں جرمنی نے مشرقی علوم وفنون کی طرف باقاعدہ توجہ دی۔[30] مستشرقین کے ہسپانوی مکتبہ فکر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب سے مسلمانوں نے سپین کو فتح کیا، اس وقت سے وہ یورپ میں علوم اسلامیہ وعربیہ کا مرکز رہا۔ پاسکوال Pascual de Gayangos (1809۔1898ء) سپین میں تحریک استشراق کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔[31] ہالینڈ میں لائیڈن یونیورسٹی میں 1599ء میں علوم اسلامیہ کی چیئر قائم کی گئی۔[32] روسی مکتبہ فکر کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ عباسی خلافت کے اولین دور میں مسلمانوں کے عراق کے رستے روس سے تجارتی تعلقات قائم ہوئے اور یہی واقعہ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون سے اہل روس کی واقفیت کی بنیاد بنا۔ تیرہویں صدی عیسوی میں منگولوں (Mangols) نے اسلام کا ایک بڑا ورثہ روس میں چھوڑا۔[33]

تحریک استشراق کا بنیادی محرک اور مقاصد:

تحریکِ استشراق کے معرضِ وجود میں آنے کا سب سے بنیادی محرک دینی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ سیاسی اور اقتصادی محرکات بھی کسی نہ کسی طریقہ سے شامل رہے ہیں۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اس کے چار محرکات کا تذکرہ کیا ہے:

1: استشراق کا سب سے بڑا مقصد عیسائی مذہب کی اشاعت وتبلیغ اور اسلام کی ایسی تصویر پیش کرنا ہے کہ مسیحیت کی برتری اور ترجیح خود بخود ثابت ہو اور نئی نسل کیلئے مسیحیت میں کشش پیدا ہو۔

2: دینی محرک کے علاوہ سیاسی عنصر بھی قابلِ غور ہے جس کا مرکزی نقطہ مشرق میں مغربی حکومتوں اور اقتدار کے ہراول دستہ (Pioneer) کی موجودگی اور مغربی حکومتوں کو علمی کمک اور رسد پہنچانا ہے۔ نیز ان مشرقی اقوام وممالک کے رسم ورواج، طبیعت ومزاج، طریقِ ماندوبود اور زبان وادب بلکہ جذبات ونفسیات کے متعلق صحیح اور تفصیلی معلومات باہم پہنچانا ہے۔[34]

3: استشراق کا اہم محرک اقتصادی طور پر مضبوط ہونا ہے۔ متعدد مغربی لوگ اس فکر کی ترویج میں اپنا کردار ادا کر کے مشرقیات اور

اسلامیات کی کتابیں تحریر کرتے ہیں جن کی یورپ اور ایشیا میں بہت بڑی منڈی ہے۔ اس ذریعہ سے وہ ناشرین سے ایک پیشہ وَر مستشرق کی حیثیت سے بہت سے مالی فوائد حاصل کرتے ہیں۔[35]

4: ان مقاصد کے علاوہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض فضلاء مشرقیات واسلامیات کو اپنے علمی ذوق وشغف کے ماتحت بھی اختیار کرتے ہیں اور اس کے لیے دیدہ ریزی، دماغ سوزی اور جفاکشی سے کام لیتے ہیں جس کی داد نہ دینا ایک اخلاقی کوتاہی اور علمی ناانصافی ہے۔ ان کی مساعی سے بہت سے مشرقی واسلامی علمی جواہرات ونوادر پردۂ خفا سے نکل کر منصہ شہود پر آئے۔[36]

مستشرقین کا عربی مطبوعات تک رسائی اور استفادے کی کوشش:

ساتویں صدی عیسوی میں عربی مطبوعات کا سلسلہ یورپ میں شروع ہوا۔[37] اس کی بدولت بے شمار عربی کتب مستشرقین کے ہاتھوں میں پہنچی۔ سولہویں صدی میں ہی لائیڈن میں بھی عربی شعبہ کا قیام عمل میں آ چکا تھا۔ فرانسس وان راویلنجن (Francic Von Ravelingen) نے 1593ء سے وہاں عربی تدریس شروع کی۔[38] سترہویں صدی میں مستشرقین یورپ نے نادر الوجود عربی کتابوں کے تراجم کرائے اور اُن کو شائع کرایا۔ یورپی ممالک میں جابجا عربی زبان کے شعبے قائم ہونے لگے۔ پوپ اربن ہشتم نے 1647ء میں روم میں کالج آف پروپیگنڈا (College of propaganda) قائم کیا، جہاں مشرقی علوم کا سرگرمی سے مطالعہ کیا جانے لگا۔

1638ء میں آکسفورڈ میں شعبہ عربی کا قیام عمل میں آیا۔ ایڈورڈ پوکاک (Edward Pococke) اسکے پہلے صدر مقرر ہوئے، اس کے علاوہ اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے ایک ادارہ ڈی ہربیلوٹ (D Harbelot) کی سرکردگی میں قائم کیا گیا۔ اس ادارے نے ایک اہم کام یہ کیا کہ اُس وقت کا جس قدر بھی مشرقی علوم پر کتابیں شائع ہوئی تھیں، ان کی ایک باقاعدہ فہرست مرتب کر کے شائع کر دی۔ یہ "Bibliotheque Orientalo" 1697ء میں شائع ہوئی اسے مغرب میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مرتب کرنے کی اولین کوشش قرار دیا گیا۔[39] اس صدی میں کم تصانیف سامنے آئی تاہم مستشرقین کے رویئے میں کچھ فرق نظر آتا ہے اور اس فرق کی اصل وجہ اُن کے ماخذ کی تبدیلی تھی۔ اس سے قبل مستشرقین اپنے روایتی مواد پر بھروسہ کرتے تھے۔ لیکن اب عربی زبان سے واقفیت اور عربی کتابوں کے حصول واشاعت ومطالعہ نے انہیں حقائق سے نزدیک تر کر دیا۔[40]

اٹھارویں صدی کے اواخر میں یورپ کی سیاسی قوت اسلامی ممالک میں پھیلنی شروع ہوگئی، جس نے مستشرقین کی ایک کثیر التعداد جماعت پیدا کر دی جنہوں نے حکومت کے اشارے سے السنہ شرقیہ کے مدارس کھولے، مشرقی کتب خانوں کی بنیادیں ڈالیں، ایشیاء تک سو سائٹیاں قائم کیں، مشرقی تصنیفات کی طبع واشاعت کے سامان پیدا کئے اور مشرق میں لکھی جانے والی کتابوں کے تراجم کا کام بھی شروع کیا گیا[41]

مسلمانوں کے یہاں عربی زبان میں سیرت و مغازی کی جو کتابیں محفوظ تھیں وہ ایک ایک کر کے باستثنائے چند اٹھارویں صدی کے اواخر سے لیکر انیسویں صدی کے اختتام تک یورپ میں چھپ گئیں اور ان میں سے اکثر کا یورپی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو گیا۔[42]

انیسویں صدی سے لے کر بیسویں صدی کے ربع اول 1801ء تا 1925ء تک کے زمانے کو تحریک استشراق کے عروج کا زمانہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ دور مسلمانوں کے زوال اور مغرب کے دور عروج تھا، اس دور میں مغرب نے سیاسی، عسکری، معاشی معاشرتی اور ثقافتی میدانوں میں مسلسل بالادستی حاصل کئے رکھی اور رفتہ رفتہ سامراجی گرفت عالم اسلام پر مضبوط ہوتی گئی۔ جس کا لازمی نتیجہ تحریک استشراق میں سرگرمی

کی صورت میں نکلا، اس دور میں مستشرقین کی تحریریں احساس برتری سے لبریز تھیں۔[43] اور انھوں نے تصنیف اور تالیف کے ڈھیر لگا دیئے اس دور میں مستشرقین کا معیار تحقیق و استدلال بھی بلند ہوا اور تحقیق و جستجو میں انھوں نے ایسا کمال دکھایا جو آج بھی باعث حیرت ہے۔ اپنی سر گرمیوں کو منظم و مرتب کرنے کے ضمن میں مستشرقین نے اس دور میں متعدد تحقیقی ادارے قائم کئے، مثلاً سوسائٹی ایشاءٹک آف پیرس 1823ء رائل ایشاءٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ 1823ء اور امریکن اورینٹل سوسائٹی 1842ء وغیرہ ان تمام اداروں نے جلد ہی اپنے اپنے رسائل اور جریدے نکالنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ہندوستان سے The Muslim World کا اجراء پیرس سے 1895ء میں Revaedel Islam کا اجراء، روس سے 1912ء میں Mir Islam کا اجراء ہوا۔ ان رسائل و جرائد کی اشاعتی سرگرمیوں کا مقصد بظاہر تو یہ تھا کہ وہ اپنی تحقیقات سے دوسروں کو روشناس کرا سکیں۔ لیکن بہ باطن مدعا اپنے پرانے استشراقی مقاصد کی تکمیل ہی تھا۔[44]

اسی دور میں مستشرقین نے اپنی پہلی عالمی کانگریس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جو 1873ء میں منعقد ہوئی۔ اور بعد میں اس روایت کو قائم رکھا گیا۔ ان اجتماعات میں مختلف اداروں کی سرگرمیاں، کارکردگی، نتائج، اطلاعات کا تبادلہ، بڑے بڑے علماء و فضلاء کی شرکت، مقالات، خطبات، صلاح و مشورے، قراردادیں پیش ہوتیں۔ ان سب باتوں نے تحریک استشراق کو زیادہ فعال اور سرگرم بنا دیا۔[45]

الغرض انیسویں صدی اور بیسویں صدی مستشرقین کا نقطہ کمال ثابت ہوا۔ اس صدی کے مصنفین نے تحقیقی میدانوں میں اپنا لوہا منوالیا اور مشرق پر اُن کی تحقیقات کا مقابلہ خود مشرق نہ کر سکا۔[46]

بیسویں صدی کے ربع اول میں ختم ہونے والے دور کے بعد عہد جدید کا آغاز ہوتا ہے جو تاحال جاری و ساری ہے۔ اب مستشرقین کا انہماک توجہ بڑھ گیا۔ جز وقتی اسکالر کے بجائے کل وقتی علماء نے جگہ حاصل کی اور آکسفورڈ، کیمرج، لندن اور مغرب کی دوسری جامعات میں قرآن، حدیث، فقہ، تصوف اور دوسرے اسلامی معاشرتی مباحث کے لیے باقاعدہ نشستیں مخصوص کی جانے لگیں۔[47] یہ مطالعہ پر خلوص نہ تھا مگر اس سے بہرحال خال خال مفید نتائج ہی نکلے اور کعبہ کو صنم خانے سے بعض پاسباں مل گئے۔ المختصر تحریک استشراق مختلف منازل طے کرنے کے بعد رواں صدی میں قدرے کم زوری سے جاری ہے۔

خلاصہ بحث:

تاریخی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحریک استشراق کی روح ازل سے لے کر ابد تک موجود رہے گی، کیونکہ حق کے ساتھ باطل، اسلام کے ساتھ کفر، ایمان کے ساتھ الحاد کا ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

تحریک استشراق کا آغاز دراصل ظہور اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا اور باقاعدہ ایک تحریک کی شکل اختیار کرنے سے پہلے بھی اسلام کے خلاف بغض و عداوت کا اظہار مختلف ادوار میں ہوتا رہا ہے۔ مگر ان کے بغض و عداوت میں شدت اس وقت آئی جب صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا۔ مستشرقین کا اصل مقصد تحقیق کے لبادے میں اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ اسلام کے پیروکاروں میں تشکیک کے بیج بونا ہے تاکہ قلم کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں کو فتح کر کے ان پر حکومت کی جائے اور اقتصادی و معاشی وسائل پر قابض ہو کر اہل اسلام کو ممکن حد تک کمزور کر دیا جائے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے مستشرقین نے اہم ہتھیار کے طور پر عربی کتب کو استعمال کیا ہے اور مختلف اداروں اور جامعات میں عربی کے شعبہ جات قائم کر کے ان

میں تحقیق اور تالیف کا کام شروع کیا گیا۔ عصر حاضر میں مغربی ممالک میں کئی جامعات میں عربی اور اسلامیات کے مضامین میں ایم ایس اور پی ایچ ڈی کے پروگرامات پیش کیے جا رہے ہیں اور ایک مخصوص سوچ کے تحت تحریک استشراقیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

حوالہ جات

[1] مصطفٰی سبائی، "المستشرقون والاسلام"، مترجم، مولانا سلیمان شمسی ندوی، لاہور1982ء، ص11

[2] شرف الدین اصلاحی، مستشرقین، استشراق اور اسلام، معارف دار المصنفین اعظم گڑھ، 1986ء، ص48-50

[3] محمد یوسف رامپوری، تحریک استشراق، مجلہ دارالعلوم دیوبند، مارچ1988ء، ص34-35

[4] Said, Edward W, Orientalism, Routledge& Kegan Paul London 1976،P21

[5] احمد عبد الحمید غراب، روية اسلامية للاستشراق، دارالاصالة للثقافة والنشر والاعلام الرياض، 1988ء، ص7-8

[6] نفس المصدر: ص٩

[7] محمد ابراہیم الفیومی، الاستشراق رسالة الاستعمار، دارالفکر العربی قاہرہ مصر، 1993ء، ص144

[8] محمد احمد دیاب، اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، دارالمنار قاہرة مصر، 1999ء، ص13

[9] مرجع سابق

[10] نفس المصدر ص14

[11] ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، استشراق، اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور، ص567

[12] آراء المستشرقین حول القرآن الکریم و تفسیرہ: ص23

[13] الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل: ص19

[14] محمد جلاءأدریس الدکتور، الاستشراق الاسرائیلی فی المصادر العربیة

[15] ایضاً

[16] العقیقی نجیب، المستشرقون، دار المعارف، مصر، طبعة ثالثه، 1964ء

[17] الاستشراق والغارة علی الفکر الاسلامی: ص14۔

[18] أیضاً: ص15

[19] أیضاً

[20] أیضاً

[21] أیضاً: ص15

[22] محمد عبد الله الشرقاوی الدکتور، الاستشراق والغارة علی الفکر الاسلامی، دارالهدایة، القاہرة، 1989ء، ص11

[23] آراء المستشرقین حول القرآن الکریم و تفسیرہ: ص38

[24] خالد المحجوبی، الاستشراق والاسلام: مطارحات نقدية للطروح الاستشراقية، أکادیمیة الفکر الجماهیری، مصر، 2010ء ص2018

[25] الاستشراق الاسرائیلی فی المصادر العبریة: ص13

[26] الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل: ص25

[27] الاستشراق الاسرائیلی فی المصادر العبریة : ص 69

[28] الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل : ص 20

[29] الاستشراق الاسرائیلی فی المصادر العبریة : ص 82

[30] أیضاً : ص 83

[31] أیضاً : ص 86

[32] أیضاً:: ص88

[33] أیضاً: ص87

[34] مولانا سلمان شمسی ندوی، اسلام اور مستشرقین (ضمیمہ :ص12 ملخصًا)، الندوی ابوالحسن سید، الاسلامیات بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین، ترجمہ اردو: فیروزالدین شاہ وحافظ سمیع اللہ فراز، تحت اشراف: ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، جامعہ پنجاب لاہور، 2003ء

[35] نفس المصدر، ص13

[36] نفس المصدر، ص14

[37] نثار احمد، ڈاکٹر، "مستشرقین اور مطالعہ سیرت" مقالہ در نقوش، رسول نمبر (ادارہ فروغ اردو، لاہور 1985ء)

[38] عبدالقادر جیلانی، ڈاکٹر "اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر" (بیت الحکمت، لاہور 2005ء)

[39] نثار احمد، ڈاکٹر، ص:503، نیز عبدالقادر جیلانی-ڈاکٹر، ص151

[40] شبلی نعمانی، مقدمہ سیرۃ النبی ﷺ، ج1، ص89

[41] نفس المصدر ص90

[42] نفس المصدر ص91

[43] عبدالقادر جیلانی، ڈاکٹر "اسلام، پیغمبر اسلام، اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر

[44] صباح الدین، عبدالرحمن، سید، "مستشرقین اور مطالعہ سیرت" دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا

[45] مستشرقین کی ان عالمی کانفرنسوں کے احوال کے لیے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے مختلف شماروں میں ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط دیکھے۔ محمد سہیل شفیق، "اشاریہ معارف اعظم گڑھ" (قرطاس، کراچی۔ اپریل 2006)

[46] اس صدی کے مستشرقین کے حالات وواقعات کے لیے دیکھیے سید سلیمان ندوی کا طویل مقالہ در "الندوہ لکھنو، مئی 1912ء

[47] ذکریا ہاشم "المستشرقون والاسلام" مکتبہ نور، تاریخ اشاعت 2007ء، ص:169